گھر آئے انہوں نے وہاج کو سب بتادیا وہ بہت خوش ہوگئے تھے انہوں نے نگین کو مارنا چھوڑ دیا تھا اسکا خیال رکھنے لگے تھے وہ ان سے اتنی محبت کرتے کے وہ خود حیران تھیں کیا یہ چند ماہ پہلے والا وہاج ہے ؟ دن سکوں سے گزر رہے تھے وہاج نے ان سے لڑنا تک چھوڑ دیا تھا وہ بس اس دنیا میں نئے آنے والے وجود کے لئے دیوانے ہوئے جارہے تھے زندگی یکدم پر سکون ہو گئی تھی

یوسف سلطان اس دن اپنے دونوں بیٹوں اور داماد کے ساتھ شہر سے باہر کسی مذہبی اجتماع میں شرکت کرنے گئے تھے جب نگین کے یہاں بچے کی پیدائش کا وقت قریب آگیا تھا حالانکہ ابھی کچھ دن باقی تھے حسینہ نے وہاج کو کال کر کے سب بتادیا تھا ان کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے وہ جلد از جلد اپنی بیوی کے پاس اس مشکل وقت میں پہنچنا چاہتے تھے لیکن اس وقت نگین کو ہسپتال لے جانا زیادہ ضروری تھا انہوں نے حسینہ بیگم سے کہہ دیا کے وہ نگین کو ہسپتال لے جائیں وہ جلد ہی پہنچ جائیں گے یوسف سلطان اور ان کے دونوں بیٹے بھی از حد پریشان ہو چکے تھے کیوں کے اس وقت گھر میں صرف نگین اور حسینہ تھیں وہ سب اسی وقت گھر کے لئے روانہ ہو چکے تھے

حسینہ بیگم نے بہت مشکل سے نگین کو سمبھالا تھا فروا بھی گھر پہ نہیں تھیں ان کے بھائی کی بیوی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہ بھی ہسپتال میں تھیں انہوں نے اپنی بھابی کو بھی اسی
ہسپتال آنے کا کہا حسینہ کو بھی یہ مشورہ درست لگا

Bakhtnovel.online

تھا انہوں نے فوری طور پر ایمبولینس کو کال کی تھی اور ان کو لے کے ہسپتال آگئی تھیں آدھے گھنٹے بعد ہی یوسف سلطان کو دو خبریں ملی تھیں
نگین کے یہاں بیٹی ہوئی تھی اور فردا بیگم کی بھابی اس دنیا سے جا چکی تھیں
فروا پہ تو گویا آسمان ٹوٹ پڑا تھا دو ماہ پہلے ان کے بھائی ایک دھماکے میں شہید ہو چکے تھے اور اب بھائی ماں باپ تو ان کی شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پاگئے تھے بھائی دو ماہ قبل جگر کے عارضے کی وجہ سے فوت ہو گئے تھے ا ان کے بھائی اپنی بہن پہ جان دیتے تھے انکی بھائی بھی بہت اچھی ثابت ہوئی تھیں فردا کا غم بہت بڑا تھا
سلطان منزل کے سب مکینوں نے فروا کی ہر طرح سے دل جوئی کی تھی وقت پر لگا کے اڑ رہا تھا وہاج اور نگین کو تو مہر ماہ کی صورت ایک نئی زندگی مل گئی تھی یوسف سلطان کے اندیشے بھی کم ہو گئے تھے نگین کو خوش دیکھ کے وہ بھی خوش ہوگۓ تھے گو کہ انہوں نے وہاج کو معاف نہیں کیا تھا لیکن اپنی بیٹی کی خوشی میں خوش تھے
اور پھر چار ماہ بعد نا جانے ایسا کیا ہوا تھا کے نگین طلاق کا داغ سر پہ سجا کے اپنا سب کچھ لٹا کے باپ کے در پہ آن پڑی تھیں
یوسف سلطان یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکے تھے انکو ہارٹ اٹیک ہوا تھا لیکن وہ بچ گئے تھے
نگین کو اس حادثے کے بعد چپ سی لگ گئی تھی نا ہستی نہ بولتی تھیں

Bakhtnovel.online

کئی کئی گھنٹے چپ چاپ پڑی رہتیں کوئی ایک
ہزار دفع بھائی اور بھابھیوں نے طلاق کی وجہ پوچھی تھی لیکن انکی چپ
نہیں ٹوٹی تھی مہر ماہ کو حسینہ بے گم نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا وہ
انکو ماما کہتی تھی
اسی طرح آٹھ سال گزر گئے اسی وقت میں اللہ نے حسینہ بیگم کو ہالے
سلطان سے نوازا تھا لیکن انکی محبت مہر ماہ سے کم ہونے کے بجائے اور
بڑھ گئی تھی یہی حال فروا کا بھی تھا انہوں نے بھی مہر ماہ کو بالکل
سفیر جیسا پیار دیا تھا ان کو جتنی نفرت نگین سے تھی اس سے کئی زیادہ
محبت مہر سے تھی
ان آٹھ سالوں میں بھی نگین کی چپ کا روزہ نا ٹوٹا تھا البتہ وہ ہالے کو اپنی
گود میں لے کے گھنٹوں اسے باتیں کرتی تھیں
اسی طرح ایک دن ہالے کو سخت بخار ہو گیا تو حسینہ بیگم کے ہاتھ پیر
پھولنے لگے تھے کیوں کے معراج گھر پہ نہیں تھے اور شمس اور یوسف
صاحب حج پر گئے ہوئے تھے بھابی کی حالت دیکھتے ہوئے نگین نے ہالے
کو اٹھایا اور ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا
حسینہ حیرت سے انکی کاروائی دیکھ رہی تھیں ان آٹھ سالوں میں نگین ایک
بار بھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھیں خیر اپنی حیرت کو جھٹک تی وہ بھی
انکے ساتھ ہسپتال کی جانب چل دیں
ہالے کا چیک اپ ہو گیا تھا اور اب دو سالہ ہالے پھپھو کی گود میں تھی
گاڑی تھوڑی ہی دور گئی تھی کے بری طرح ٹریفک میں پھنس چکی تھی

Bakhtnovel.online

قریب آدھے گھنٹے وہاں پھنسے رہنے کے بعد کہ اچانک ہالے کی نظر سڑک کے پار بلی کے بچوں پہ پڑی تھی سفید اور بھورے پیارے سے بلی کے بچے اور اب اپنے اس طرف اشارہ کر کر کے رونا شروع کر دیا تھا ہالے بہت ضدی تھی وہ کبھی بھی اس طرح چپ نہ ہوتی ٹریفک جام تھا اسلئے حسینہ بیگم نے

ڈرائیور سے ایک بلی کا بچہ اٹھا کے لئے لانے کو کہا لیکن نگین نے اچانک سے کہہ دیا کے وہ خود جا کے لے آئینگی اپنی ہالے کے لئے پہلے تو حسینہ بیگم نے روکنا چاہا لیکن پھر کچھ سوچتے ہوئے چپ چاپ انہیں جانے دیا یہ شاید انکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی)

نگین نے ہالے کو حسینہ بیگم کو تھمایا اور سڑک کے اس طرف چلی گی تھیں

ایک پیارے اور سب سے چھوٹے بچے کو لے کے وہ جو نہی مڑی تھیں اس وقت ٹریفک چل پڑی تھی وہ گاڑی کی کھڑکی سے جھانکتی مسکراتی ہوئی ہالے کو دیکھ کے خود بھی مسکراتی ہوئی گاڑی کی جانب آرہی تھیں کے اچانک ایک تیز رفتار ٹرک آئی تھی اور انکو کچلتی ہوئی چلی گئی تھی

حسینہ بیگم چند لمحے پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتی رہیں (ڈرائیور تب تک نیچے اتر کے بھاگتے ہوئے حادثے کی جگہ پہ پہنچ چکا تھا اب وہ شاید ایمبولنس کو کال کر رہا تھا) انہوں نے وہاں سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن انکا جسم ملنے سے انکاری تھا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے انہوں نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور اندھا دھند بھاگتے ہوئے نگین تک

پہنچی تھیں لوگوں کے رش کو چیرتے ہوئے وہ اب انکے پاس پہنچ چکی تھیں گھٹنوں کے بل انکے قریب بیٹھ کے وہ اب نگین سے کچھ کہہ رہی تھیں اب وہ انکا چہرہ اپنے گھٹنے پر رکھ کے انکو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں انکی آنکھوں سے آنسوں گر رہے تھے وہ رورہی تھیں بے تحاشار دور ہی تھیں

بھا بھہ ---- بھابی نگین سلطان کی ٹوٹی پھوٹی آواز سنائی دی تھی جی بھا بھی کی جان میں تمھیں کچھ نہیں ہونے دوگی اٹھو ہمت کرو

اتنے میں ایمبولنس کی آواز بھی قریب آنے لگی تھی

ایمبولنس کب آئی نگین کو کب اس میں ڈالا گیا ہالے کہاں تھی ڈرائیور ان سے کیا کہہ رہا تھا انکو کچھ پتا نہیں تھا انکو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا وہ رورہی تھیں اور بس رورہی تھیں

اپ ---- اپ سس سب پوچھتے تھے ------ تھ تھے ن ناک کے اسنے مجھے کیوں طلاق دی وہ بہت تکلیف سے بول پارہی تھی

جیسے ہی وہ ایمبولنس میں آکے بیٹھی تھیں انکو نگین سلطان کی ٹوٹی پھٹی آواز حواسوں میں لائی تھی

نگین میر ابچہ تم چپ رہو بس مجھے کچھ نہیں سنا تم ٹھیک ہو جاؤ گی

بھابی اسنے کہا کہ وہ توڑ توڑ کے لفظ ادا کر رہی تھیں

اب وہ بلا ارادہ اپنا چہرہ نگمین کے پاس لے آئی تھیں)

بھبہ--- بھی آ--- ج پل -- پلیز مجھے بول---- نے--- دیں

وہ تکلیف اور بے بسی سے لفظوں کو توڑ توڑ کے ادا کر رہی تھیں

اچھا میں سن رہی ہوں میرا بچہ میں سب سنوں گی
اسنے کہا کے ---------- اور اگلے 2 منٹ نگین سلطان مسلسل بولی تھیں
اور حسینہ کو اپنے چند لمحے قبل بولے گے الفاظ پہ جی بھر کے پچھتاوا ہوا
تھا میں تمھیں سنوں گی) نگین سانس لینے کور کیں تھیں
نگین سلطان نے گویا حسینہ کی روح نکال دی تھی وہ الفاظ " الفاظ " نہیں
تھے کوڑے تھے جو حسینہ بیگم کو لگے تھے
چپ ہو جاؤ وہ خدا کے لئے حسینہ بدقت بول پائی تھیں لیکن نگین نہیں
سن رہی تھی وہ بس بول رہی تھیں اتنے میں وہ ہسپتال پہنچ چکے تھے
حسینہ کا دل چاہا تھا کے وہ نگین کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اسکو چپ
کروادیں لیکن انہیں اپنے ہاتھ بے جان محسوس ہوئے تھے
میں کیا بتاتی بھابھیـــــــ نگین اب بھی بول رہی تھیں بلکہ وہ بول
نہیں رہی تھیں ایک پگھلا ہوا سیسہ تھا جو وہ آج اپنی بھابی کے کانوں میں
انڈیل رہی تھیں
اور پھر وہ چپ ہو گئی تھیں نگین سلطان چپ ہو چکی تھیں شاید ہمیشہ
کے لئے
(چھ سال انہوں نے اس پل کا انتظار کیا تھا کے نگین انکو کچھ بتا دے لیکن
بے سود آج انکی خواہش پوری ہوئی تھی لیکن کیا انہوں نے یہ چاہا تھا کے
انہیں یہ سب اس طرح پتا چلے)
نگین سلطان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں آخری لفظ جو انہوں نے کہا تھا وہ
تھا "میری بیٹی "

Bakhtnovel.online

کوئی اب نگین کو اسٹریچر پہ لٹارہا تھا کوئی انکو دلاسا دے رہا تھا کوئی ان سے ان کے گھر کے کسی مرد کا نمبر پوچھ رہا تھا لیکن انکو کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی انکو ان لوگوں کے بس ہونٹ ہلتے معلوم ہو رہے تھے ایک آواز تھی جو اب بھی کانوں میں گونج رہی تھی
حادثے کی جگہ سے کچھ مرد اور عور تیں انکے ساتھ ہسپتال تک آئے تھے اکیلی عور تیں سمجھ کر) بھائی اسنے کہا کہ اور بس اس آواز کے بعد کوئی آواز نہ آتی تھی نگین کے سوا اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا لوگ انکو تسلی دے رہے تھے کے انکی عزیز نند ٹھیک ہو جائیں گی لیکن حسینہ کو نا جانے کیوں یہ لگا تھا کے آج کے بعد وہ نگین کی آواز نہیں سن پائنگی
جاتے جاتے تم مجھے یہ کس راز سے آشکار کر گئی ہو انہوں نے خود کو کہتے سنا تھا (حسینہ وجد ان نہیں جانتی تھیں کے یہ راز نہیں چابک ہے اور اگلے کئی سال انکو یہ چابک کھانا ہو گا چپ چاپ)
نگین کو ہسپتال لایا جا چکا تھا لیکن ڈاکٹر نے انکو دیکھتے کہہ دیا تھا
we are sorry she is no more
اگر آپ تھوڑی دیر پہلے آجاتے تو شاید کچھ ہو سکتا (جو دو عور تیں انکے ساتھ تھیں وہ اب حسینہ بیگم کو سمبھال رہی تھیں) معراج سلطان کو ڈرائیور نے کال کر دی تھی کون کون آیا نگین اور انکو کب گھر لایا گیا انکو کچھ یاد نہیں تھا مہر ماہ کہاں ہے ہالے کیوں رو رہی ہے انکو کچھ پتا نہیں تھا وہ ذہنی طور پہ اب بھی اس سرد سی ایمبولنس میں نگین سلطان کو بولتے ہوئے سن رہی تھیں

Bakhtnovel.online

نگین کو گئے 10 روز ہو چکے تھے
یوسف سلطان آج واپس آے تھے بیٹی کے غم نے انکو توڑ کے رکھ دیا تھا انکو دورے پڑنے لگے تھے نشہ آور دوایوں کے زیر اثر جب تک رہتے تب تک نارمل رہتے تھے لیکن جیسے ہی ہوش میں آتے نگینہ۔ میری بیٹی میری بچی چلاتے رہتے ہر آنے جانے والے سے پوچھتے کیا تم نے میری بیٹی کو دیکھا ہے میری نگین کو دیکھا ہے کوئی اسے لا دو کوئی میری بچی کولا دو کھانا پینا ترک کر دیا تھا جب بھی کوئی کہتا یا سمجھاتا کے نگین نہیں رہی تو ہزیانی انداز میں چیخنے لگتے
تم سب جھوٹے ہو وہ کیسے مرسکتی ہے میں نے اسکی لاش نہیں دیکھی میں نے اسے دفنایا نہیں ہے وہ نہیں مر سکتی تم سب کے سب اس وہاج کے ساتھ ملے ہوئے ہو اس نے میری بیٹی کو مجھ سے دور کیا ہے اللہ غارت کرے اسکو اللہ برباد کرے اسکو میری بچی کو کھا گیا اللہ اسکو چین نہ نصیب کرے اللہ اس پہ یہ زمین تنگ کر دے اسی
طرح چھینتے چلاتے بیہوش ہو جاتے
معراج اور شمس سلطان بھی غم سے چور تھے لیکن انکو بہادر بنا تھا انکو حوصلہ رکھنا تھا وہ رو نہیں سکتے تھے نہ بابا کی طرح بد دعا دے کے اپنا دل ہلکا کر سکتے تھے وہ اس غم کو اندر ہی اندر سہنے پر مجبور تھے سفیر اور مہر بھی اس حادثے کے بعد سہم سے گئے تھے
وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر جاتا ہے کسی کے زخم بھریں یا ادھڑیں وقت کسی کے لئے نہیں رکتا یوسف سلطان اب بہتر ہو رہے تھے اور وجہ تھی "

ہالے سلطان " وہ ہو بہو نگین تھی یوسف سلطان گھنٹوں اس میں اپنی نگین کو دیکھتے اور اب تو یہ حالت تھی کے اسکو دیکھے بغیر وہ کھانا تک نہ کھاتے بالے انکا مر ہم تھی وہیں مہر کو وہ نظر اٹھا کے بھی نا دیکھتے جہاں وہ دکھ جاتی چپ چاپ وہاں سے چلے جاتے وہ بولتی تو ہاں یا ناں میں جواب دیتے انکی حالت کے پیش نظر کسی نے بھی انسے اس بارے میں بات نہیں کی مہر کی پرورش کا ذمہ مکمل طور پر حسینہ اور معراج نے لے لیا تھا اور اسکو اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا

(حال)♥?♥?♥?♥?

تم نے ہالے سے کال کر کے پوچھا ہے وہ کب آرہی ہے ؟

ناشتے کے دوران یوسف سلطان نے معراج صاحب سے پوچھا تھا جی با با پوچھ لیا تھا وہ شام تک آجائے گی انہوں نے جواب دیا تھا نہیں اس سے کہو یونیورسٹی جانے سے پہلے مجھ سے مل کے جائے لیکن وہ نہیں آسکتی بابا اسے کہا تھا کہ ---

میرے معملات میں دخل مت دیا کرو فروا انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بابا کی نرم مگر دو ٹوک آواز سنائی دی تھی

معراج تم سفیر کو کال کر کے پوچھو کب تک ہو گا اسکا کام مکمل اور اسکو یہ بھی کو کہہ دو ویک اینڈ پہ گھر چکر لگائے بات ہوئی تھی میری بابا اگلے مہینے تک ہو جایگا سب کچھ دراصل لیگل معملات میں کچھ وقت تو لگ ہی جاتا ہے اور وہ پرسوں آرہا ہے اتنے میں معراج صاحب کا فون بجا تھا اور وہ معذرت کرتے اٹھ گئے تھے

معراج سلطان ہائی کورٹ جج تھے جبکہ شمس سلطان نے اپنے بابا کے کاروبار کو آگے بڑھاتے ہوئے لیدر امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار میں اپنی قسمت آزمائی تھی جو کے انکے لئے بہت اچھا ثابت ہو اتھا اب وہ شہر کے مشہور کاروباری شخصیت تھے اور بابا انکے کام سے بہت خوش تھے سفیر سلطان نے بھی پڑھائی مکمل کر کے بابا کے ساتھ بزنس جوائن کر لیا تھا اس نے 4 سال قبل اسلام آباد میں اپنی کمپنی کی ایک اور برانچ کھولی تھی جس کی وجہ سے وہ اسلام آباد ہوتا تھا اور ہر پندرہ دن یا مہینے بعد گھر آتا تھا اور یوسف سلطان کو سفیر کی ایک یہی بات پسند نہیں تھی

نگین کی موت کے بعد بابا نے بہت مشکل سے خود کو سمبھالا تھا اب وہ کافی حد تک چڑ چڑے ہو چکے تھے لیکن ہالے اور سفیر انکو بہت اچھی طرح ڈیل کر لیتے تھے وہ جب تک ہالے کو نہ دیکھتے انکا دن نہیں شروع ہوتا تھا اب انہوں نے سفیر کو اسلا آباد چھوڑ کے کراچی شفٹ کا حکم دیا تھا جس کو ماننے کا سفیر پابند تھا وہ خود بھی گھر سے دور رہ کے تھک چکا تھا اسلئے اپنے ایک دوست کے ساتھ شراکت کرتے ہوئے اسلام آباد والی برانچ اسکے حوالے کر کے آج کل کراچی آنے کو پر تول رہا تھا

(جبکہ پھرتی سے اپنے بستر سے اٹھ کے اب باتھ روم کی طرف جا رہا تھا تو یہ طے تھا کے ہارون شاہد ہالے سلطان کو منع نہیں کر سکتا)

And for your kind information

بارون شاہد صاحب میری گاڑی رات ہسپتال سے تمہارے گارڈز لے کے گیے ہیں وہ بھی تمہارے کہنے پر اور اگر میں---

Bakhtnovel.online

رائل بلیو شرٹ پہن کے آنا وہی جو میں نے دی تھی اچھی لگتی ہے تم پہ اسکو بولنے کا موقع دیئے بغیر ہالے ! بات کر کے کال کاٹ چکی تھی (اگلے کی بات سنے بغیر کال کاٹنا شاید ان باپ بیٹی کا پسندیدہ کام تھا) جب کے دوسری طرف ہارون کلستارہ گیا تھا اور جل کے بڑ بڑایا تھا

وہ رائل بلیو نہیں نیوی بلیو ہے ہو نہہ

اپنی

ہارون ہالے کے ماموں شاہد حسین کا بیٹا تھا ہالے کا اور پوزیسو بیسٹ فرینڈ وہ اسکے قریب کسی بھی انسان کو برداشت نہیں کرتا تھا یہاں تک کے اپنے ہالے سے کہہ رکھا تھا کے ہالے سے شادی بھی وہ ہی کریگا (جس پر ہالے نے اسکو بھگا بھگا کے مارا تھا) وہ کہتا تھا کے اگر ساری دنیا بھی اسکو چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد بندہ ہو گا جو ہالے کے ساتھ کھڑا رہے گا اسکی اور ہالے کی عمر میں تین سال کا فرق تھا لیکن ہالے اسکو برابر خوار کرواتی تھی ہارون کی ماں نے معراج سلطان اور حسینہ بیگم سے ہارون کی خواہش پہ اسکے اور ہالے کے رشتے کی بات کر رکھی تھی جس کے جواب میں انہوں نے ہالے کی پڑھائی ختم ہونے تک کا وقت مانگ رکھا تھا البتہ انہوں نے

مدحت کے کمرے میں بیٹھی ہالے اپنے موبائل پہ سکرولنگ کر رہی تھی جب اسکو معراج سلطان کی کال موصو ل ہوئی تھی اپنے حیرت سے موبائل کو دیکھا اور کال اٹینڈ کی تھی

خیریت ہے حج صاحب ایک گھنٹے میں دو دو کالز کیا گزارا نہیں ہو رہا بیٹی

Bakhtnovel.online

کے بغیر ؟ یا پھر کوئی مجرم نہیں ملا آج کی تاریخ میں سزا سنانے کو ؟ کال اٹینڈ کرتے ہی انکو کچھ بولنے کا موقع دیئے بغیر وہ شوخی سے بولی تھی آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے کے جج صاحب کو آپکی کوئی یاد نہیں آرہی اور ناہی شہر میں مجرموں کا قحط پڑا ہے بلکہ آپکے دادا صاحب کا حکم ہے کے آپ یونی جانے سے پہلے ان سے مل کے جائینگی اور ہالے کا جواب سنے بغیر کال کاٹ دی تھی

لیکن بابا میری بات تو سن ---- ہیلو ہیلو با باشت یار کال کیوں کاٹ دی مجھے ہسپتال جانا تھا پہلے اور اب یہ نیا حکم

اپنے کال لوگ کھولی اور ہارون شاہد کا نمبر ڈائل کرنے لگی ساتھ ہی کچھ بڑبڑا رہی تھی

ہیلو ہارون کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تھی

مدحت کے گھر پہنچو دس منٹ کے اندر ہالے نے حکم صادر کیا تھا

For your kind information

یہ تمہارے ڈرائیور کا نہیں ہارون شاہد کا نمبر ہے ایم این اے کے بیٹے ہارون شاہد کا بات آئی دماغ میں یا نہیں ؟ وہ جل کے بولا تھا,کہیں اور رشتہ نہ کرنے کی یقین دہانی ضرور کروا دی تھی ہالے اور ہارون اس بات سے واقف تھے لیکن ان دونوں کے درمیان ایسی کوئی بات فلحال نہیں ہوئی تھی

پندرہ منٹ بعد جب ہالے گیٹ سے باہر نکلی تو اسکو ہارون گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا تھا اسکی آنکھیں اب بھی سرخ تھیں شاید اسکی نیند پوری نہیں ہوئی تھی اسنے وہی بلیو شرٹ پہن رکھی تھی اور اسکے

نیچے نیلی جینز وہ بہت ہینڈ سم تھا 5 فٹ 9 انچ قد با کا سانولا رنگ کسرتی بدن اور سرمئی آنکھوں والا ہارون شاہد کافی اچھا دکھتا تھا اسکا حلیہ لاپر واہ ساتھا

جبکہ ہالے نے اسکے بر عکس سیاہ لمبی قمیض کے ساتھ سیاہ ہی پاجامہ پہن رکھا تھا اور گلابی دو پٹہ کندھے پہ جھول رہا تھا بلکا میک اپ کھلے ہوئے بال اسکا حلیہ کہیں سے بھی لا پرواہ نہیں تھا بالے کا رنگ گورا تھا بے تحاشا گورا بڑی بڑی سیاہ آنکھیں ناک کٹاؤ دار ہونٹ اور کمر سے تھوڑا اوپر تک آتے سیدھے بھورے بال وہ حسین تھی بے تحاشا حسین بلکل نگین کی طرح وہ ہو بہو نگین سلطان کی کاپی تھی پہلی بار دیکھنے والے اسکو نگین ہی کی بیٹی سمجھتے تھے

بارون غصے سے اسکو گھور رہا تھا ہالے نے قریب پہنچ کے اسکے پیٹ پر زور سے مکا مارا تھاوہ بلبلا کے رہ گیا تھا

!! یہ کیا کیا ظالم وہ چلا یا تھا !!

رات مجھ پہ غصہ کرنے اور ابھی لیٹ آنے کا انعام

ہالے سکون سے بولی تھی

دیکھ لونگا میں تمھیں ہالے

ہاں تو دیکھو کس نے منع کیا ہے وہ جلتا بھنتا گاڑی میں آکے بیٹھا تھا اور 20 منٹ بعد ہالے کے ساتھ اسکے گھر میں داخل ہوا تھا

ہالے جلدی سے دادا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی یوسف صاحب اسے دیکھ کے جیسے کھل اٹھے تھے دادا کی جان آگئی میری بیٹی ان کا لہجہ

Bakhtnovel.online

محبت سے چور تھا دادا یہ کیا بلیک میلینگ سٹارٹ کر دی ہے اپنے پتا ہے کس طرح بھاگی بھاگی پہنچی ہوں میں وہ خفا خفاسی بولی تھی جبکہ اسکے اس طرح خفا ہونے پر بھی دادا جان کھل کے مسکرا دئے تھے
میر ابچہ دادا نے اپنے بازو وا کئیے تھے نگین بھی بلکل اسی طرح خفا ہوتی تھی (بالے کے ساتھ بات کرتے ہوئے انکی ہر دوسری بات نگین پہ ختم ہوتی تھی)
وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے انکے سینے سے لگی تھی
پھر تھوڑی دیر تک وہ دونوں باتیں کرتے رہے تھے اسکے بعد ہالے ہارون کے ساتھ یونیورسٹی کے لئے روانہ ہو
چکی تھی 2 بجے وہ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ہارون اسکو پک کرنے آگیا تھا
تم کیوں آگئے میری کار بھجوا دیتے سیٹ بیلٹ لگاتی ہالے نے اس سے پوچھا تھا
اگر تمھیں لگتا ہے اس غنڈے کے پاس میں تمھیں اکیلے جانے دیتا تو تم غلط ہو کزن صاحبہ وہ تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا
کیوں تم میرے بھائی ہو یا باپ ؟
دونوں نہی البتہ مستقبل کا شوہر ضرور ہو سکتا ہوں وہ سکون سے بولا تھا دل کے بہلانے کو غالب خیال اچھا ہے وہ طنز کرتے ہوئے بولی تھی اتنے میں ہالے کو مدحت کی کال آگئی تھی تو ہارون چپ ہو گیا تھا جانتا تھا اب یہ کال ہسپتال پہنچنے کے بعد ہی بند ہو گی)

ہسپتال پہنچ کے ہالے نے کال ڈسکنیکٹ کی تھی اور گاڑی سے اترگئی تھی آئی سی یو کے باہر وہ دروازے کے بیچ میں کھڑا ہو چکا تھا اب کیا ہے ؟
ہالے بری طرح جھنجھلائی تھی
ہالے یہ پہلی اور آخری بار ہے آج کے بعد میں تمھیں یہاں نہ دیکھوں آج یہاں سے واپس جاتے ہوئے تم یہ بھول جاؤ گی کہ کل رات تم کسی زخمی کو ہسپتال لے کے آئی تھی یا تمہارا اس سے کوئی بھی واسطہ ہے وہ زندہ ہے یا مر گیا اس بات سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہو گا تم یہ بات بھول جاؤ گی کے کل کی رات تمہاری زندگی میں آئی بھی تھی سمجھ میں آگیا ؟
کچھ دیر پہلے والی شوخی اب مفقود تھی وہ آنکھوں میں گہری سنجید گی لئے ہالے کو دیکھ رہا تھا
ہاں یار سمجھ آگیا ہے مجھے اب جان چھوڑ بھی دو ایک کام کیا کر دیا دماغ خراب کر دیا ہے بھلا میرا اسے کیا واسطہ
ہو گا)
وہ جب اندر داخل ہوئی ڈاکٹر اسکا چیک اپ کر رہے تھے اسکو دیکھتے ہی طنزیہ مسکراتے ہوئے کہنے لگے
و علیکم میڈم و یکم رات آپ اپنے شوہر کو اس حالت میں چھوڑ کے چلی گئیں یہ بیچارے صبح سے آپ کا پوچھ رہے تھے اپنی طرف سے وہ اپنا بدل لے چکے تھے
اب ان بیچارے کا بھی کیا قصور تھا ہارون نے انکو پیسوں کے نام پر ایک ٹھینگا بھی نہیں دیا تھا الٹا انکو ڈرا دھمکا کے ایک ایسے انسان کا علاج

Bakhtnovel.online

کروایا تھا جو کے سیدھا سیدھا پولیس کیس تھا)
ڈاکٹر صاحب آپ جاسکتے ہیں ہارون چبا چبا کے بولا تھاڈاکٹر کھسیانی سی ہنسی ہنستا وہاں سے جا چکا تھا
ہالے نے ہارون کو ایک نظر دیکھا تھا وہ اسکا اشارہ سمجھ چکا تھا
پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس جو بات کرنی ہے کر لو وہ با آواز بلند کہتا وہاں سے جا چکا تھا اس سارے وقت میں عمر حیات نے بس ہالے سلطان کو ہی دیکھا تھا بغیر پلک جھپکے (
ہسپتال کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا نوجوان ستائیس یا اٹھائیس برس کا تھا اسکی آنکھیں سیاہ تھی زمین چمکتی ہوئی کسرتی جسم ماتھے پہ بکھرے سیاہ بال چہرے پر سنجید گی وہ کافی دراز قد بھی تھا مختصر یہ کہ وہ ایسے مردوں میں سے تھا جنہیں ایک بار دیکھ لو تو بار بار دیکھنے کا دل کرے وجہ اسکے چہرے کے خدو خال نہیں تھے وجہ ایک بے اختیار کی کشش تھی جو اسے دیکھتے ہی اپنی جانب کھینچتی تھی
ہالے اب اسکے قریب آچکی تھی اور پاس رکھی کرسی پر بیٹھ چکی تھی
عمر حیات سانس روکے اسکو اپنے قریب بیٹھا دیکھ رہا تھا وہ اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا
تم کیسے ہو اب ؟ ہالے کی آنرم واز اسکو واپس اپنے حواس میں لائی تھی وہ ہنوز ہالے کو دیکھتا جارہا تھا
میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے ؟ اب کے ہالے ذرا بلند آواز میں بولی تھی
" اب " بلکل ٹھیک ہوں وہ نرمی سے بولا تھا

Bakhtnovel.online

اسکی آواز بہت پیاری تھی سنجیدہ ٹھہرا ہوا لہجہ وہ اتنا آرام سے بولتا تھا کے اس کے لفظ گنے جاسکیں

خیر مکمل ٹھیک تو اب بھی نہیں ہو آرام کی ضرورت ہے تمھیں ویسے تمھیں کس نے گولی ماری تھی ؟ ہالے نے پوچھا تھا

آپکی مدد کا شکر یہ

اس نے بات پلٹ دی تھی

کوئی بات نہیں خیر اب ذرا اپنے لڑائی جھگڑے چھوڑ دو مرتے مرتے بچے ہو تم اپنی فیملی کا سوچو ذرا کیا ملے گا اس غنڈہ گردی سے وہ سمجھانے والے لہجے میں بولی تھی

ایک گولی میرے پیٹ کو چھو کے گزری تھی اور ایک گولی میرے بازو میں لگی تھی میں مرتا نہیں دونوں زخم گہرے نہیں تھے اور میری کوئی فیملی نہیں ہے وہ نارمل لہجے میں بولتے گویا ہالے کے علم میں اضافہ کر گیا تھا

ہالے کے تو سر پہ لگی تلوؤں پر بجھی تھی

مطلب میں پاگل ہوں جو تمھیں اتنی مشکل سے یہاں لے کے آئی علاج کروایا پوری رات تمھارے لئے پریشان رہی ڈاکٹر کی اتنی منتیں کیں اپنے دوست کو پریشانی میں ڈالا پورے دو کلو خون نکال لیا ان ڈاکٹر ز نے میرا اور تم کہہ رہے ہو تم کون سامر جاتے

ہالے جب بولنے پر آئی تو غصے سے بولتی ہی چلی گئی تھی

آپکو میری وجہ سے زحمت ہوئی اسکے لئے معافی چاہتا ہوں وہ سکون سے بولا تو ہالے ذرا ٹھنڈی ہوئی تھی خیر اب تم جو مرضی کرو میں تمھیں آخری

بار دیکھنا آئی تھی اور اب میں چلتی ہوں تمہارے سب بلز پے ہو چکے ہیں اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ

کل رات آپ ڈر کیوں گی تھیں ؟ اپنے جیسے عجلت میں ایک بے تکا سوال کیا تھا شاید وہ اسے مزید رو کنا چاہتا تھا کوئی بھی نارمل انسان کسی کو آدھی رات کے وقت سڑک کے بیچ خون میں (لت پت دیکھ کے ڈرے گا ہی) ہالے کے باہر جاتے قدم اسکی آواز پہ تمھے تھے

میں ڈری نہیں تھی اپنے مڑے بغیر جواب دیا تھا

تو پھر آپ نے جانے کی کوشش کیوں کی تھی ؟ اسنے ایک اور سوال کیا تھا

میں دراصل کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی مجھے بہت برا لگتا ہے مجھے اسکی تکلیف فیل ہوتی ہے بس اسلئے

کیا آپ کل پھر آئینگی مجھے دیکھنے ؟ وہ جلدی جلدی سوال کر رہا تھا ہالے نے پوری طرح گھوم کے مقابل کو گھور کے دیکھا تھا

کیوں تم میری خالہ کے بیٹے لگتے ہو جو روز روز پہنچ جاؤں ملنے ؟ اتنی مشکل سے تو آج آئی ہوں

Bakhtnovel.online